

جاوید احمد غامدی

مولانا فضل محمد یوسف زئی

سیاق و سباق کے آئینہ میں (گیارہویں قسط)

موسیقی کے بارے میں علماء احناف کا فتویٰ

پہلے بھی لکھا جا چکا ہے کہ ایک موسیقی ہے جو باجوں و طبلوں کے ساتھ ہوتی ہے جو آج کل معروف ہے، یہ سب کے نزدیک حرام ہے۔ لوگوں کو التباس اس سے پیدا ہو جاتا ہے کہ صوفیوں کے محافل سماع پر بھی موسیقی کا گمان ہو جاتا ہے۔ مسئلہ سماع میں تو اختلاف ہے، مگر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ غنا و مزامیر میں بھی اختلاف ہے، یہ خیال غلط ہے۔ دوسرا التباس مجرد اشعار گانے سے بھی پیدا ہو جاتا ہے، اس کو بھی گانا کہا جاتا ہے، حالانکہ تنہا آدمی مجرد اشعار گاتا ہے اور وحشت دور کرتا ہے، اس کے جواز میں بھی اختلاف نہیں ہے، اگرچہ مالکیہ اس کو بھی پسند نہیں کرتے ہیں۔ اب علماء احناف کے مختصر فتاویٰ کا ذکر مناسب معلوم ہوتا ہے، تاکہ مسئلہ صاف ہو جائے۔

بدائع الصنائع میں علامہ کا سانی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

جس معنی (گویے) کے گرد لوگ گانے سے مزے لینے کے لیے جمع ہو جاتے ہوں وہ عادل نہیں، خواہ شراب نہ بھی پیتا ہو، کیونکہ وہ بدکاروں کا سرغنہ ہے۔ البتہ اگر وہی تنہائی میں وحشت دور کرنے کے لیے گائے تو کوئی مضائقہ نہیں، کیونکہ مجرد اشعار کے سماع سے دل میں رقت پیدا ہوتی ہے، البتہ فاسقانہ انداز میں مزے اڑانے کو حلال نہیں کہا جاسکتا ہے۔ رہا وہ شخص جو کسی آلہ موسیقی سے شغل کرتا ہو تو دیکھا جائے گا کہ وہ آلہ فی نفسہ برا ہے یا نہیں؟ اگر فی نفسہ برا نہ ہو جیسے بانس اور دف تو کوئی مضائقہ نہیں ہے اور وہ شخص عادل ہی رہے گا اور اگر وہ آلہ شنیع اور برا ہو جیسے عود اور باجے وغیرہ تو اس شخص کی عدالت ختم ہو جائے گی، کیونکہ یہ (عود، وغیرہ) کسی حالت میں بھی جائز نہیں ہیں۔ (بدائع الصنائع، ج: ۶، ص: ۲۶۹)

خلاصۃ الفتاویٰ کا فتویٰ

علامہ محمد طاہر بن احمد بخاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

”فتاویٰ میں ہے کہ ملاہی جیسے بانسری وغیرہ کی آواز سننا حرام ہے، اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ استماع ملاہی یعنی موسیقی سننا گناہ ہے اور اس کے لیے اہتمام سے بیٹھنا فسق ہے اور اس سے لطف اندوز ہونا کفر ہے (زجر اوتویجاً)۔“
(خلاصۃ الفتاویٰ، ج: ۴، ص: ۳۵۴)

صاحب ہدایہ علی بن ابی بکر رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

صاحب ہدایہ شیخ الاسلام علی بن ابی بکر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ معنی (گویے) کی شہادت قبول نہیں کی جائے گی، کیونکہ وہ لوگوں کو گناہ کبیرہ کے ارتکاب کے لیے اکٹھا کرتا ہے۔ (الہدایہ، کتاب الشہادات، ج: ۳، ص: ۱۲۲)
اوپر کی عبارت کی شرح میں صاحب فتح القدر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ: مفتہاء نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ لہو ولعب کے لیے یا مال کمانے کے لیے گانا گانا حرام ہے۔

البحر الرائق میں ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

فتح القدر کی اوپر والی عبارت کی مزید تشریح و تفصیل میں علامہ ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: بزازی رحمۃ اللہ علیہ نے ”مناقب“ میں ایسے گانے کی حرمت پر اجماع نقل کیا ہے جو آلات موسیقی جیسے: عود وغیرہ کے ساتھ گایا جائے۔ غناء مجرد (خالی گانے) کے بارے میں اختلاف ہے۔ شارحین نے اس بارے میں (امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ و صاحبین رحمۃ اللہ علیہ سے) کوئی تصریح نقل نہیں کی ہے، البتہ ”بنیایہ“ اور ”نہایہ“ میں ہے کہ لہو ولعب کے لیے گانا گانا تمام آسمانی شریعتوں میں حرام رہا ہے۔ اس روایت کی عربی عبارت اس طرح ہے: ”الغناء حرام فی الأديان كلها“ (البحر الرائق، ج: ۷، ص: ۹۶)

خلاصہ کلام

۱:- مذہب حنفی کی روایات اور مشائخ حنفیہ کے اقوال کا خلاصہ یہ نکلا کہ احناف کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جو آلات گانے کے بغیر بھی کیف و مستی پیدا کرتے ہوں وہ حرام ہیں، اسی حرمت میں وہ ”دف“ بھی داخل ہے جس میں گھنگھر و لگے ہوں۔
(کنذالبحر و درالختار)

۲:- مندرجہ ذیل چند شرائط کے ساتھ اپنے لیے گانا یعنی محض اشعار سننا جائز ہے:

پہلی شرط یہ ہے کہ گانا محض لہو ولعب کے لیے نہ ہو بلکہ اچھا مقصد پیش نظر ہو، مثلاً: تنہائی میں وحشت دور کرنا، اونٹ کے لیے حدی خوانی کرنا، مسافت طے کرنا یا بچے کو سنانا مقصود ہو۔
دوسری شرط یہ ہے کہ گانا پیشہ ور مغنیوں اور قواعد موسیقی کا خیال رکھتے ہوئے نہ گایا جائے۔

تیسری شرط یہ ہے کہ اشعار کے مضمون میں کوئی مکروہ یا حرام بات نہ ہو، مثلاً: کسی کی غیبت
واستہزاء مقصود نہ ہو۔

چوتھی شرط یہ ہے کہ گانے کی عادت نہ بنائی جائے بلکہ کبھی کبھار گایا جائے اور خیال رکھا جائے
کہ اس کی وجہ سے کوئی واجب امر ترک نہ ہو یا کسی گناہ میں ابتلاء نہ ہو جائے۔ (اسلام اور موسیقی، ص: ۲۷۶)

موسیقی کے بارے میں شوافع کا فتویٰ

شوافع کے علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اجنبی عورت یا امرد سے گانا سننا خواہ موسیقی کے بغیر
ہی کیوں نہ ہو قطعاً حرام ہے، چنانچہ شیخ ابن حجر پیشی رحمۃ اللہ علیہ جو شافعی مکتب فکر کے عالم ہیں حرمت غناء پر اپنی
مشہور کتاب ”کف الرعاع عن مسئلة الغناء“ میں لکھتے ہیں: کسی آزاد عورت یا اجنبی باندی کا گانا
سننا ان لوگوں کے بقول ہمارے ہاں بھی حرام ہے جو یہ کہتے ہیں کہ عورت کی آواز کا بھی پردہ ہے، خواہ
فتنہ کا اندیشہ ہو یا نہ ہو۔ (بحوالہ اسلام اور موسیقی، ص: ۲۷۸)

قاضی ابوطیب رحمۃ اللہ علیہ نے جو فقہاء شافعیہ کے امام ہیں، اپنے مشائخ سے نقل کیا ہے کہ اجنبی
عورت سے گانا سننا ہر حالت میں حرام ہے، خواہ عورت پردے کے پیچھے ہی کیوں نہ بیٹھی ہو۔ قاضی ابو
الحسین رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اجنبی عورت سے گانا سننے کی حرمت کی تصریح کی ہے اور دعویٰ کیا ہے کہ اس بارے
میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

امام اذرعی رحمۃ اللہ علیہ تفصیل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: اجنبی عورت یا امرد لڑکے سے گانا سننا کسی
صورت میں بھی جائز نہیں ہے۔ (حوالہ بالا)

علمائے شافعیہ کا اتفاق ہے کہ جو غناء کسی واجب کے ترک کا سبب بنے یا جس کے ساتھ کوئی
حرام یا مکروہ چیز مل جائے وہ حرام ہے۔ (کف الرعاع واحیاء علوم الدین)

شوافع علماء کے نزدیک یہ بات بھی متفق علیہ ہے کہ جو آلات گانے کے بغیر بھی کیف و مستی پیدا
کریں اور جنہیں بالعموم پیشہ ور گوئیے ہی استعمال کرتے ہوں ان کا استعمال حرام ہے۔ (احیاء علوم الدین)

شوافع کا اس بات پر اتفاق ہے کہ صاف ستھرے مضامین پر مشتمل اشعار کو خوش الحانی اور حسن
صوت کے ساتھ پڑھنا جائز ہے، بشرطیکہ پیشہ ور گوئیوں کی طرح بے جا تکلف سے کام نہ لیا جائے اور نہ
ہی اتار چڑھاؤ، آہنگ کے زیروم اور موسیقی کے فنی قواعد کا بقصد و اختیار اہتمام کیا جائے۔ یہی ان
احادیث کا محمل ہے جن سے گانے کی اباحت معلوم ہوتی ہے اور جن میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ
کرام رضی اللہ عنہم سے اشعار کا گانا سننا ثابت ہوتا ہے۔ (کف الرعاع بحوالہ اسلام اور موسیقی، ص: ۲۸۱)

خلاصہ یہ کہ شوافع کے ہاں مزامیر کے ساتھ موسیقی مطلقاً حرام ہے۔ یاد رہے اردو میں صرف

اشعار پڑھنے کو بھی گانا گانے سے تعبیر کرتے ہیں، حالانکہ گانا بجانا ایک ایسا لفظ ہے جو خالی اشعار پڑھنے پر نہیں بولا جاتا ہے، بلکہ باجے اور سارنگی طبلے کا پورا مفہوم اس میں پڑا ہے، اس سے غلط فہمی میں مبتلا ہونے کی ضرورت نہیں ہے کہ صحابہؓ نے گانا سنا ہے، کیونکہ وہ صرف اشعار کے گائے جانے کا اطلاق ہے جو وحشت دور کرنے کے لیے یا فن ادب میں مہارت پیدا کرنے کے لیے ہوتا ہے جو جائز ہے۔ اسی طرح لفظ سماع بار بار استعمال کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ اس کے جواز میں اختلاف ہے، تو یاد رکھنا چاہیے کہ سماع صوفیاء کے ہاں الگ چیز ہے، اس کا معروف گانوں کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے، پھر بھی جمہور کے نزدیک ممنوع ہے۔ بعض اس کے جواز کے قائل ہیں۔ حضرت جنید بغدادیؒ نے سماع کے بارے میں خوب فیصلہ سنایا ہے، فرمایا کہ: ”سماع کی کامل کو ضرورت نہیں، ناقص کو اجازت نہیں۔“

موسیقی کے بارے میں مالکیہ کا فتویٰ

فقہ مالکیہ کی مشہور کتاب ”المدونة“ میں ہے کہ امام مالکؒ دف اور باجے کو شادی بیاہ کے موقع پر بھی مکروہ سمجھتے تھے۔ میں نے خود امام مالکؒ سے اس بارے میں پوچھا تھا تو انہوں نے اس کی تضعیف کی تھی اور اسے ناپسند کیا تھا۔ ”المدونة“ کتاب ہی میں ”کتاب الشهادات“ کے تحت لکھا ہے: ”نوحہ کرنے والی یا گانا گانے والی عورت کے بارے میں، میں نے امام مالکؒ سے اس کے سوا کچھ نہیں سنا کہ اگر وہ ان کاموں میں مشہور ہوں تو ان کی شہادت و گواہی قبول نہ کی جائے۔“

(بحوالہ اسلام اور موسیقی، ص: ۲۹۸)

مالکی مذہب کے مشہور عالم علامہ شاطبیؒ ”کتاب الاعتصام“ میں لکھتے ہیں کہ جہاں تک اشعار کا معاملہ ہے تو اس میں تفصیل یہ ہے کہ آدمی کے لیے ایسے اشعار پڑھنا جائز ہیں جو فحش گوئی اور دوسری معصیوں سے خالی ہوں۔ اسی طرح دوسرے شخص سے سنا اس حد تک جائز ہے جس حد تک رسول اللہ ﷺ کے سامنے اشعار سنائے گئے ہیں یا صحابہ کرامؓ، تابعین عظامؒ اور دوسرے بزرگان دین کا اس بارے میں عمل رہا ہو، کیونکہ (خیر القرون میں) اشعار ہمیشہ کچھ فوائد اور منافع کے لیے ہی پڑھے اور سنے جاتے تھے، جن میں چند فائدے درج ذیل ہیں:

۱..... رسول اللہ ﷺ اور دین اسلام اور اہل اسلام کی طرف سے کفار و مشرکین کو جواب دینا۔

۲..... اپنی ضروریات اور حاجات کو اشعار میں بیان کیا کرتے تھے اور انہیں پورا کرنے کے لیے اشعار کو ذریعہ بنایا کرتے تھے۔

۳..... سفر جہاد میں سفر کو مختصر کرنے کے لیے اور میدان جنگ میں دشمن کو مرعوب کرنے کے

لیے پڑھتے تھے۔

۴:..... اپنے آپ اشعار سے وعظ حاصل کرنے کے لیے اور دوسروں کو نصیحت کے لیے اور حکمتوں سے بھرے اشعار سے فائدہ لینے کے لیے پڑھا کرتے تھے، پھر وہ لوگ آواز بنا کر اور خوبصورت دُھنوں کا لحاظ رکھ کر نہیں گایا کرتے تھے، بلکہ محض فطری سادگی کے ساتھ بناوٹ اور تصنع کے بغیر پڑھا کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ بعد میں آنے والوں کی روش کو علماء مکروہ کہتے تھے، حتیٰ کہ جب امام مالک رضی اللہ عنہ سے اہل مدینہ میں رائج غناء کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ: یہ تو فساق کا شیوہ ہے۔ (اسلام اور موسیقی، ص: ۲۹۸ و ۳۹۲)

موسیقی کے بارے میں علماء حنابلہ کا فتویٰ

علامہ ابن الجوزی رضی اللہ عنہ نہایت واضح انداز میں لکھتے ہیں کہ: باقی رہا وہ گانا جو آج کل معروف و مشہور ہے امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے نزدیک ناجائز ہے، اگر ان کو معلوم ہوتا کہ لوگوں نے اس معاملے میں کیا کیا جدتیں پیدا کی ہیں تو خدا جانے وہ کیا حکم دیتے۔ (تلیس ایلین، ص: ۲۹۷)

علامہ ابن جوزی رضی اللہ عنہ مزید لکھتے ہیں کہ: گانے کے بارے میں فقہاء حنابلہ کا قول یہ ہے کہ معنی اور رقاص کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی۔ (بحوالہ اسلام اور موسیقی: ۳۱۵)

مشہور حنبلی عالم علامہ علی بن سلمان مرادی مختلف فقہاء حنابلہ کے اقوال نقل کر کے لکھتے ہیں: مصنف رعایہ لکھتے ہیں کہ ایسا گانا اور نوح سننا جو آلات موسیقی کے ساتھ نہ ہو مکروہ ہے اور جو آلات موسیقی کے ساتھ ہو وہ حرام ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ گانے کا سننا آلات موسیقی کے بغیر خواہ مرد سے ہو یا عورت سے ہو مطلقاً حرام ہے۔ اگر کوئی شخص گانے پر مدامت اختیار کرے یا اس کو اپنا پیشہ بنالے یا اپنے غلام یا باندی کو بطور معنی استعمال کرے اور لوگ اکٹھے ہوتے ہوں تو ایسے شخص کی شہادت مردود ہے۔ (الانصاف، ج: ۲، ص: ۵) مجموعۃ الحنفیہ، صفحہ: ۱۹۹ پر لکھا ہے، خلاصہ یہ ہے کہ تمام بلاد اسلامیہ کے علماء کا غناء و مزامیر کی کراہت اور ممانعت پر اجماع ہے، لہذا اس کے جواز اور رخصت کا دعویٰ وہی شخص کر سکتا ہے جو قلت علم یا جہل مرکب اور خواہشات نفسانی کا شکار ہو۔ (اسلام اور موسیقی: ۳۱۷)

آلاتِ موسیقی کے بارے میں حنابلہ کا موقف بہت سخت ہے۔ خود امام احمد رضی اللہ عنہ نے ایک لڑکے کے ہاتھ میں طنبورہ دیکھا تو چھین کر اسے توڑ دیا۔ عمرو بن صالح رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کو دیکھا جب ان کے پاس ایک کھلا ہوا ستار لے جایا جا رہا تھا تو آپ نے کھڑے ہو کر اسے توڑ دیا۔ ابوبکر مروزی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ سے طنبورہ توڑنے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ ہاں اسے توڑ دیا جائے گا۔ میں نے عرض کیا کہ وہ چھوٹا طنبورہ بھی جو چھوٹے بچوں کے ہاتھ میں ہوتا ہے، فرمایا: ہاں! وہ بھی توڑا جائے گا، جب کبھی طنبورہ کھلا ہوا نظر آجائے تو اسے توڑ دو۔ (اسلام اور موسیقی، ص: ۳۲۳)

یحییٰ بن یزدان کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبل ﷺ سے سوال کیا کہ ایک شخص عود، ستار، طنبورہ، بانسری بجاتا ہے، کیا اس کے خلاف تادیبی کارروائی کی جائے گی؟ اور اگر معاملہ سلطان تک پہنچ جائے تو کس حد تک تعزیر دی جاسکتی ہے؟ امام احمد بن حنبل ﷺ نے جواب میں فرمایا: ہاں! اس کی تادیب کی جائے گی اور میں سمجھتا ہوں کہ تعزیر دس کوڑوں سے زیادہ نہ ہو۔ (اسلام اور موسیقی: ص: ۳۲۴)

یہاں یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ گانا گانے کے لیے کبھی کبھی لفظ مکروہ استعمال کیا جاتا ہے تو اب یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ لفظ مکروہ کی کیا حیثیت ہے؟ منتقد مین کے نزدیک اس کا کیا مفہوم تھا اور متاخرین کے نزدیک کیا مفہوم ہے؟ علامہ ابن قیم ﷺ نے اس پر عمدہ کلام کیا ہے، فرماتے ہیں کہ: امام احمد ﷺ کے کلام میں ”اکوہہ“ اور ”لا یعجبنی“ کے الفاظ حرام کے لیے استعمال ہوتے ہیں اور یہ استعمال بہت زیادہ ہے۔ فقہ حنبلی میں ایک چیز صریح حرام ہوتی ہے، لیکن امام احمد ﷺ اس کو مکروہ کے لفظ سے یاد کرتے ہیں تو اس سے دھوکہ نہیں کھانا چاہیے کہ اس نے غناء و مزامیر کو مکروہ لکھا ہے یا کسی اور امام نے مکروہ کے نام سے یاد کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس سے حرمت غناء مراد لی جاتی ہے۔ (اسلام اور موسیقی: ص: ۳۲۰)

آدم برسر مطلب

تصاویر اور موسیقی سے متعلق غامدی صاحب نے اپنے منشور ص: ۱۳ پر جو لکھا ہے کہ تصویر اور موسیقی اور دوسرے فنون لطیفہ کے بارے میں یہ حقیقت تسلیم کی جائے کہ ان میں سے کوئی بھی اصلاً ممنوع نہیں ہے۔ جاوید غامدی صاحب کی اس ایک سطر کی گمراہ کن بات کے جواب میں میں نے بہت کچھ لکھ دیا۔ دوسطروں میں بھی اس کا جواب دیا جاسکتا تھا، لیکن میں نے ان دو موضوعات سے متعلق شریعت اور اسلام کا نقطہ نظر مسلمانوں کے سامنے کھول کر رکھا ہے۔

مجھے اس لکھنے میں جو شدید محنت اٹھانی پڑی ہے، میں اپنے رب سے اس کے ثواب کی یقینی امید رکھتا ہوں اور مجھے جو تکلیف پہنچی ہے اور وقت صرف ہوا ہے میں اس ایذا رسانی کا ذمہ دار جاوید غامدی صاحب کو قرار دیتا ہوں۔ اگر وہ دین اسلام کی سیدھی سیدھی بات لکھ دیتے تو دین کی خدمت ہو جاتی، مجھ جیسے ضعیف العمر کو تکلیف نہ پہنچتی اور مخلوق خدا کو فائدہ پہنچ جاتا، لیکن اس نے ٹیڑھی بات لکھ دی جس سے مخلوق خدا کو نقصان پہنچا۔

نیز میں اپنے بلا واسطہ یا بالواسطہ تمام شاگردوں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ جاوید احمد غامدی کے فتنے سے اپنے آپ کو بچائیں اور مخلوق خدا کو بھی اس گمراہی سے بچائیں اور علمی میدان میں اتر کر اس فتنے کا ہر جگہ علمی مقابلہ کریں اور اگر میرا کوئی شاگرد بلا واسطہ یا بالواسطہ اس فتنے کا شکار ہو چکا ہے تو فوراً توبہ کرے۔